اسلام میں حقوقِ اولاد، ایک جامع تحقیقی جائزہ

Children's Rights in Islam: A Comprehensive Research Review

Dr. Sadia Tahseen [1]
Muhammad Aslam [2]
Faisal Shahzad [3]

Abstract:

This research review explores the principles and foundations of children's rights in Islam, drawing from the Quranic verses and the teachings of Prophet Muhammadﷺ. The study delves into various dimensions of children's rights, encompassing the right to life, education, a nurturing environment, identity, play, inheritance, protection from abuse, the freedom to choose a spouse, and religious freedom. These rights are examined in light of the Islamic tradition, emphasizing the ethical and moral responsibilities of parents and guardians. The research highlights the holistic approach of Islam toward children's well-being, promoting a balanced and nurturing upbringing. While acknowledging the cultural variations in the interpretation and implementation of these rights, the review emphasizes the universal principles underlying the protection and welfare of children in the Islamic framework. The findings contribute to a deeper understanding of children's rights in Islam and provide a foundation for discussions on adapting traditional principles to address contemporary challenges in diverse cultural contexts.

Keywords: *children's right, parents, contemporary challenges, Islamic tradition*

موضوع کا تعارف:

حقوق اولاد سے مراد وہ مراعات اور سہولیات ہیں جو اولاد کو والدین کی طرف سے حاصل ہوتی ہیں یا وہ ذمہ داریاں جو والدین پر اولاد کے معاملے میں عائد ہوتی ہیں۔ گویا والدین کے فرائض دراصل اولاد کے حقوق ہیں۔ قرآن و حدیث میں جو حقوق اولاد وارد ہوتے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ قتل اولاد کی ممانعت	۲۔ پیدائش اولاد پر مسرت کا اظہار
۳۔ بچے کی پیدائش پر مسنون اعمال	۴۔ رضاعت اور پرورش
۵۔ تعلیم و تربیت	٦۔ شفقت و محبت

[1]. Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore

[2]. PhD Scholar, Deprtment of Islamic Studies, University of Okara

[3]. M.Phil. Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

۷۔ عدل و مساوات ۸۔ حق وراثت

۹۔ شادی بیاہ ۱۰۔ اولاد کے حق میں دعا

۱۔ قتل اولاد کی ممانعت:

اولاد اللہ کی طرف سے انمول عطیہ ہے اور والدین پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس عطیہ کے ملنے پر خداوند کریم کا شکر بجالائیں۔ اور اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے یا جعلی پیروں فقیروں کے کہنے میں آ کے یا والدین بچوں کے بارے میں انتہائی لاپروائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی جانوں کے درپے نہ ہو جائیں۔ قرآن و حدیث میں ایسے سفاک قاتلوں کے بارے میں سخت وعید سنائی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاۗءً عَلَي اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ۔"[4]

"بے شک تباہ ہوئے وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں، احمقانہ جہالت سے اور حرام ٹھہراتے ہیں وہ جو اللہ نے انہیں روزی دی، اللہ پر جھوٹ باندھنے کو، بے شک وہ بہک گئے اور انہوں نے راہ نہ پائی۔"

ایک اور مقام پہ ارشاد فرمایا؛

"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا۔"[5]

"اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے، ہم تمہیں بھی اور انہیں بھی روزی دیں گے، بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔"

مختلف مواقع پر جو عورتیں آپ ان پر ایمان لائیں، حضور ﷺ نے ان سے جو بیعت لی اس میں بھی شامل تھا کردہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔[6]

الغرض حقوق اولاد کے حوالہ سے والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کی حفاظت کریں، اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کریں اور انہیں خود اپنے لئے اور والدین کے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی کی نیت سے پروان چڑھائیں۔

---

[4]۔ الانعام: ۶: ۱۴۰۔ Al-An'ām, 6:140

[5]۔ الاسراء: ۱۷: ۳۱۔ Al-Asrā, 17:31

[6]۔ ابن کثیر، اسمٰعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، لاہور، مکتبہ اسلامیہ، ۲۰۰۹ء، ۵۹۹/۴۔

Ibn e Kathīr, Ismā'īl bin Umar, *Tafsīr Al Qur'ān Al Azeem*, Lahore, Maktabah Islamiyah, 2009, 599/4

۲۔ بچوں کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرنا

اولاد کو نعمت خداوندی جانتے ہوئے خوشی کا اظہار کریں اور اللہ تعالی کا شکر ادا کریں کیونکہ یہ نعمت خداوندی ہے:

"وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔"[7]

مگر مقام افسوس ہے کہ زمانہ جاہلیت کی طرح آج بھی بیٹیوں کی پیدائش پر اظہار مسرت کی بجائے چہروں پر پژمردگی چھا جاتی ہے ارشاد باری تعالی ہے:

"لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَايَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۔"[8]

"اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت پیدا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے، یا دونوں ملا دے، بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کردے، بے شک وہ علم و قدرت والا ہے۔"

زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو حقیر سمجھا جاتا تھا اور ہر معاملے میں انہیں پیچھے رکھا جاتا تھا۔ یہاں تک انہیں زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، جیسا قرآن پاک میں:

"وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ۔"[9]

"جب زندہ گاڑی گی چینی سے پوچھا جائے گا کہ مجھے کس جرم میں قتل کیا گیا۔"

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی بہت سی احادیث بیٹیوں کے رحمت خداوندی ہونے کے ثبوت میں کتب احادیث و سیرت میں ملتی ہیں۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"من عال جارتين حتى تبلغا جاء يوم القيامه انا وهو، وضم اصبعيه۔"[10]

---

[7]۔ الضحیٰ: ۹۳/۱۱۔ Al-Dhuhā, 93:11

[8]۔ الشوریٰ: ۴۲/۴۹،۵۰۔ Al-Shūrā, 42:49,50

[9]۔ التکویر: ۸۱/۸،۹۔ Al-Takwīr, 81:8,9

[10]۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ، باب فضل الاحسان الی بنات، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۰ء، رقم الحدیث: ۲۶۳۱۔
Muslaim bin Hujjaj, *Al Jāme Al Sahīh*, Book Al Birr wa Al Silah, Riyadh, Dār al Salām li Nashr wa al Touzīh, 2000, Hadith: 2631

"جس نے دو لڑکیوں کی اچھی تربیت کی، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو وہ میرے ساتھ میں اس طرح ہو گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔"

بیٹے کی پیدائش پر بھی اظہار مسرت کرنا اور مبارکباد دینا اور وصول کرنا مستحب ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جب فرشتے مہمانوں کی شکل میں آئے تو انہوں نے جناب ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ کی اور ان کے بعد یعقوبؑ کی بشارت سنائی:

"فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ۔"[11]

ایک اور جگہ ارشاد ہوا:

"يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا۔"[12]

"اے زکریا! ہم آپ کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں، جس کا نام یحییٰ ہو گا اس سے قبل ہم نے کسی کو اس کا ہم نام نہیں بنایا۔"

الغرض جب مسلمان کو اللہ تعالی کی طرف سے اولاد کی نعمت عطا کی جائے تو اس کو خوشخبری دینا مستحب عمل ہے۔

۳۔ بچے کی پیدائش کے موقع پر مسنون اعمال:

جب بچہ یا بیٹی پیدا ہو تو خوشی منانے کے ساتھ ساتھ کچھ مخصوص امور انجام دینا حقوق اولاد میں شامل ہے۔ اور یہ امور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

الف۔ کان میں اذان واقامت کہنا	ب۔ تحنیک	ج۔ نام رکھنا
د۔ عقیقہ	ر۔ ختنہ	

الف۔ کان میں اذان واقامت کہنا:

جب بچہ اس دنیا میں آتا ہے تو اب اللہ تعالی کی طرف سے کچھ اوامر واحکامات اس نومولود کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان میں سے پہلا حکم بچے کے کان میں اذان دینا ہے، یہ نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہے اور آپ ﷺ نے اہل اسلام کو اس کی تعلیم دی ہے۔ اس بارے میں بکثرت احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابورافع سے مروی ہے:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضرت فاطمہ سے حضرت حسن بن علی پیدا ہوئے تو اللہ کے

---

[11]۔ ھود: ۱۱/۷۱۔ Hūd, 11:71

[12]۔ مریم: ۱۹/۷۔ Maryam, 19:7

رسول ﷺ نے ان کے دائیں کان میں نماز والی اذان کہی۔[13]

ب۔ تحنیک (گھٹی ڈالنا):

اس سے مراد یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو کوئی متقی پرہیزگار شخص کھجور یا چھوہارا اپنے منہ میں چبا کر اس کا تھوڑا سا حصہ بچی کے تالو میں لگادے۔ اس عمل کو تحنیک کہتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے:

"وولدلى غلام فاتيت به النبي فسماه ابراهيم وحنكه ابتمرة ودعاله بالبركة۔"[14]

"جب میرا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے سول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر گیا، آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور سے اس کی تحنیک فرمائی اور اس کے لئے دعا فرمائی۔"

ج۔ نام رکھنا:

تحنیک کے بعد پیدائش کے ساتویں روز بچے کا اچھا سا نام رکھا جائے۔ نام رکھنے میں یہ احتیاط ضرور کرنی چاہیے کہ نام کا معنی اچھا ہو، مستحسن ہو۔ نبی کریم ﷺ نے برے نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے:

"ایک عورت کا نام عاصیہ (گنہگار) تھا، آپ نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔"[15]

د۔ عقیقہ:

علامہ اصمعی نے فرمایا عقیقہ لغت میں ان بالوں کو کہا جاتا ہے جو نومولود کے سر پر ہوتے ہیں، پھر جو جانور عقیقہ کے وقت اس بچے کی جانب سے ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس بچے کے سر سے یہ بال اتارے جاتے ہیں۔ لہٰذا بال اتارتے وقت جانور ذبح کیا جاتا ہے اسی مناسبت سے یہ عمل عقیقہ کہلاتا ہے۔[16] بچے کا عقیقہ کرنا مسنون ہے جو کہ حضرت سمرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[13]۔ ترمذی، الجامع، ابواب الاضاحی، باب الاذان فی اذن المولود، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث: ۱۵۱۴۔

Tirmidī, Muhammad bin Essa, *Al Jāme*, Chapters: Al Adāhī, Riyadh, Dār al Salām li Nashr wa al Touzīh, 1999, Hadith: 1514

[14]۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العقیقہ، باب من سمّیٰ باسماء الانبیاء، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث: ۶۱۹۷۔

Bukhari, Muhammad bin Isma'īl, *Al Jāme Al Sahīh*, Book: Al Aqīqah, Riyadh, Dār al Salām li Nashr wa al Touzīh, 1999, Hadith: 6197.

[15]۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب تغییر الاسم القبیح، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۹ء، رقم الحدیث: ۴۹۵۲۔

Abū Dawood, *Al Sunan*, Book: Al Adab, Riyadh, Dār al Salām li Nashr wa al Touzīh,2009, Hadith:4952

[16]۔ محمد یونس خالد، ڈاکٹر، تحفہ والدین، کراچی، بسام ریسرچ پبلیکیشنز، ۲۰۲۰ء، ص: ۴۳۔

Muhammad Younas Khalid, Dr., *Tohfa tul Wālden*, Karachi, Basām Research Publications, 2020, p.43

"کل غلام امرتهن بعقیقة تذبح یوم سابعه و یحلق راسه و یسمیٰ۔"[17]

"ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی پیدائش کے ساتویں روز اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، اور اس کا نام رکھا جائے، اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں۔"

اس حدیث مبارکہ میں عقیقہ، نام رکھنا اور حلق یہ تینوں کام پیدائش کے ساتویں روز انجام دینے کی ہدایت کی گئی۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے۔[18] امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

"میں پسند نہیں کرتا کہ کسی شخص کو عقیقہ کرنے کی طاقت ہو اور اس کے لئے عقیقہ کرنا ممکن بھی ہو پھر بھی وہ عقیقہ نہ کرے اس لئے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ بچہ عقیقہ کے عوض رہا ہوتا ہے۔"[19]

ر۔ ختنہ:

"خمس من الفطرة الإستِحداد والختان و تنف الابط وتقليم لا ظفار۔"[20]

"پانچ چیزیں فطرت ہیں، زیر ناف بال صاف کرنا اور ختنہ اور مونچھیں کترنا اور بغل کے بال اکھاڑنا اور ناخن تراشنا۔"

لہٰذا ہر مسلمان بچے کا ختنہ کرنا ضروری ہے۔

۴۔ پرورش و رضاعت:

بچوں کی پرورش اور رضاعت والدین کے اولین فرائض میں سے ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

"وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ۔"[21]

17۔ ابنِ ماجہ، السنن، ابواب الذبائح، باب العقیقۃ، الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۹ء، رقم الحدیث: ۳۱۶۵۔

Ibn e Mājah, Muhammad bin Yazeed, *Al Sunan*, Chapters: Al Zabā'ih, Riyadh, Dār al Salām li Nashr wa al Touzīh, 2009 Hadith: 3165

18۔ ایضاً، رقم الحدیث: ۳۱۶۳۔

ibid, Hadith: 3163

19۔ یونس خالد، تحفہ والدین، ص: ۴۷۔

Younas Khalid, *Tohfa tul Wālden*, p.47

20۔ ترمذی، الجامع، ابواب الادب، باب ماجاء فی تقیم الاظفار، رقم الحدیث: ۲۷۵۶۔

Tirmidī, Muhammad bin Essa, *Al Jāme*, Chapters: Al Adab, Hadith: 2756.

21۔ البقرۃ: ۲/۲۳۳۔

Al-Dhuhā, 93:11

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔"

نومولود کا یہ حق ہے کہ اسے ماں دودھ پلائے تاہم قرآن پاک میں یہ ذمہ داری باپ پر ہے کہ وہ اپنے بچے کے لئے دودھ پلوانے کا انتظام کرے، یعنی ماں بوجوہ دودھ پلانے سے گریزاں ہے تو باپ کسی دوسری عورت کو اجرت پر دودھ پلانے کی ذمہ داری سونے اور جو لین دین طے ہوا اسے دستور کے مطابق ادا کیا جائے اور عورت کی حق تلفی نہ کی جائے، تاہم اگر ماں خود دودھ پلانا چاہے تو قرآن حکیم نے اس کے لئے بھی باپ پر ذمہ داری ڈالی ہے کہ بچے کی ماں کو خوراک، لباس اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کرے، تاکہ وہ ہر طرح کی فکر سے آزاد ہو کر بچے کی پرورش کی ذمہ داری پوری کر سکے۔ لہٰذا بچے کا پہلا بنیادی حق رضاعت اور پرورش کا ہے۔ جو والدین پر اللہ تعالی کی طرف سے عائد ہوا ہے۔

۵۔ تعلیم و تربیت:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

"کوئی باپ اپنی اولاد کو حسن ادب سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا۔"[22]

پرورش و رضاعت کے بعد اہم ترین حق جو اولاد کا ماں باپ پر ہے وہ انہیں تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا ہے۔ قرآن پاک میں جو یہ آیت نازل ہوئی:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔"[23]

اس حکم خداوندی کے تحت والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اپنی حیثیت کے مطابق اعلی سے اعلی تعلیم دلوائیں اور ان کی بہترین اخلاقی و روحانی تربیت کریں تاکہ کل جب وہ بڑے ہوں تو اپنے مقصد حیات کے مطابق زندگی بسر کریں اور اپنے ملک و قوم کے لئے قابل قدر سرمایہ بن جائیں۔

اس پر فتن دور میں بچوں کی بہترین اخلاقی و ایمانی تربیت والدین کو آخرت کی جوابدہی سے بچا سکتی ہے۔ تربیت اولاد کے ضمن میں آنحضرت ﷺ کا اپنا اسوہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ نے کس طرح اپنی صاحبزادیوں اور جناب علی المرتضیٰؓ اور پھر حسنین کریمینؓ کی پرورش فرمائی اور ان کی ایسی تربیت فرمائی کہ آج ان کی زندگیاں اخلاق حسنہ کی عمدہ ترین مثال ہیں۔

---

[22]۔ ترمذی، الجامع، ابواب البر وصلہ، باب ماجاء فی ادب الولد، رقم الحدیث: ۱۹۵۲۔

Tirmidī, Muhammad bin Essa, *Al Jāme*, Chapters: Al Birr Wa Silah, Hadith: 1952.

[23]۔ التحریم: ۶/۶۶۔

Al-Dhuhā, 93:11

پھر صحابہ کرام آپ ﷺ کی زیر تربیت رہے وہ سب عظیم لوگ ہمارے لئے ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کی ایسی مکمل تربیت فرمائی کہ کسی اور کی تربیت کی انہیں ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

۶۔ حسن سلوک:

اولاد کا چھٹا حق ان کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ والدین کے بارے میں یہ بات کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ والدین تو بچوں سے پیار اور شفقت سے پیش آتے ہی ہیں۔ حسن سلوک کے الفاظ میں بڑی وسعت پائی گئی ہے۔ یہ الفاظ مادر رحم میں نطفہ قرار پانے کے وقت سے لے کر اولاد کے بالغ ہونے تک اور پھر ان کی شادی بیاہ اور باروزگار ہونے تک، پر محیط ہے۔ اس سارے عرصے میں والدین سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ بچوں کے تمام حقوق ادا کریں، ان حقوق میں کچھ کا ذکر تو سطور بالا میں ہو چکا ہے اور مزید آگے بیان جاری ہے۔ حقوق کی اس ادائیگی کا نام ہی حسن سلوک ہے اور جس انداز سے یہ حقوق ادا کئے جائیں گے وہ محبت و شفقت کے لحاف میں لپٹا ہوا ہے۔ سیدہ اُم خالدؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے والد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں بھی والد کے ہمراہ تھی، میں نے زرد رنگ کی قمیض پہن رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

> "بہت خوب، بہت خوب، میں نے آپ ﷺ کی مہر نبوت سے کھیلنا شروع کر دیا تو میرے والد محترم نے مجھے خبردار کیا، مگر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔"[24]

۷۔ عدل و مساوات:

اولاد کا ایک حق ان کے درمیان عدل و مساوات کو قائم کرنا ہے۔ ان کی پرورش، تعلیم و تربیت، حسن سلوک اور دیگر۔ ہر معاملے میں ہر لڑکے اور لڑکی کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> "جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اس نے اسے زمانہ جاہلیت کی طرز پر نہ زندہ دفن کیا نہ ہی اسے حقیر جانا اور نہ ہی لڑکوں کو اس پر ترجیح دی تو اللہ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا۔"[25]

---

[24]۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب من ترک صبیۃ غیرہ، رقم الحدیث: ۵۹۹۳۔

Bukhari, *Al Jāme Al Sahīh*, Book: Al Adab, Hadith: 5993

[25]۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیماً، رقم الحدیث: ۵۱۴۶۔

Abū Dawood, *Al Sunan*, Book: Al Adab, Hadith:5146

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ والدین کسی ایک اولاد کے بارے میں زیادہ محبت محسوس کرتے ہوئے اس کو باقی اولاد کی نسبت کچھ زیادہ عطا کرنے کی خواہش رکھتے ہیں، تو آنحضرت ﷺ نے کسی ایک اولاد کو زیادہ عطیات دینے اور دوسروں کو محروم رکھنے کو ظلم قرار دیا ہے۔ایک صحابی نے اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو غلام ہبہ کیا اور حضور اکرم ﷺ کو اس پر گواہ بنانا چاہا، مگر آپ ﷺ نے اس عمل کو ظلم قرار دیتے ہوئے فرمایا: میں ایسے ظالمانہ عطیہ پر گواہ نہیں بنوں گا۔"[26]

۸-شادی بیاہ:

اولاد کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جب وہ بالغ ہو جائے تو والدین ان کی شادی کرائیں اور اس عمل میں تاخیر نہ کی جائے۔

"وَ أَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ۔"[27]

"اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں۔"

جبکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہو وہ اس کا اچھا سا نام رکھے اور جب وہ بالغ ہو تو اس کا نکاح کر دے، اگر وہ بلوغت میں شادی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی گناہ کرے گا تو اس کا گناہ اس کے باپ کے ذمے ہے۔"[28]

لڑکے اور لڑکی کی رضامندی سے ان کا رشتہ طے کیا جائے، یہی دینِ اسلام کی تعلیم ہے۔ایک مرتبہ ایک لڑکی رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا ہے مگر وہ اس سے ناخوش ہے تو آپ ﷺ نے اس لڑکی کو اختیار دیا کہ اس نکاح کو برقرار رکھے یا توڑ دے۔[29] ترمذی میں ایک روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور عادات و خصائل سے تم کو واقفیت ہو تو نکاح کر دو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فساد برپا ہو جائے گا۔"[30]

---

[26] ابوداؤد، السنن، کتاب الاجارہ، باب فی الرجل یفضل بعض ولدہ، رقم الحدیث: ۳۵۴۲۔

Abū Dawood, *Al Sunan*, Book: Al Ajarah, Hadith: 3542

[27] ۔النور: ۳۲/۲۴۔

Al-Dhuhā, 93:11

[28] بیہقی، شعب الایمان، ۳۴۴/۶۔

Baihqi, *Shob al Eimān* , 344/6

[29] ابوداؤد، السنن، کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجھا ابوھا ولا یستامرھا، رقم الحدیث: ۲۰۹۶۔

Abū Dawood, *Al Sunan*, Book: Al Nikāh, Hadith:2096

[30] ترمذی، الجامع، ابواب النکاح، باب ماجاء اذا جاء من ترضون دینہ، رقم الحدیث: ۱۰۸۴۔

۹۔وراثت:

اولاد کا یہ حق ہے کہ جب والد فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ میں سے اسے حصہ دیا جائے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حصے مقرر کر دیئے ہیں لہذا کسی باپ کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے کسی بیٹے یا بیٹی کو جائیداد سے محروم کر دے یا کسی ایک کو دوسرے سے زیادہ عطا کرے۔چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ۔"[31]

"اللہ تم کو تمہاری اولاد سے متعلق حکم دیتا ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دو۔"

۱۰۔دعا کرنا:

اولاد کے حقوق میں یہ بھی شامل ہے کہ والدین اپنی اولاد کی ترقی و کامرانی کیلئے دعا کرتے رہیں۔

"وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ۔"[32]

"اور میرے لیے اپنی اولاد کی اصلاح کرو۔"

لہذا والدین اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اولاد کی اصلاح کیلئے ہر دم مشغول دعا رہیں، کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"تین دعائیں بلاشبہ قبول ہوتی ہیں؛ مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والد کی طرف سے اولاد کیلئے دعا۔"[33]

بسا اوقات والدین اپنی اولاد کی حرکتوں سے تنگ آجاتے ہیں اور ایسے عالم میں انکے منہ سے اولاد کے حق میں بد دعا نکل جاتی ہے۔یہ انتہائی خوفناک چیز ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ بد دعا ایسی گھڑی میں ہو جو قبولیت کی گھڑی ہو تو بعد میں ساری زندگی کا پچھتاوا رہے گا۔ایک روایت میں آتا ہے، جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم اپنے آپ کو بد دعا نہ دو، اپنی اولاد کو بھی بد دعا نہ دو اور نہ اپنے نوکروں کو بد دعا دو اور نہ ہی مال و جائیداد کو بد دعا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بد دعا ایسے وقت میں زبان سے نکلے جو فوراً قبول ہو جائے۔"[34]

Tirmidī, Muhammad bin Essa, *Al Jāme*, Chapters: Al Nikāh, Hadith: 1084.

[31]۔النساء:۴/۱۱۔ Al-Nisā, 4:11

[32]۔الاحقاف:۴۶/۱۵۔ Al-Ahqāf, 46:15

[33]۔ابوداؤد، السنن، کتاب الوتر، باب الدعا بظہر الغیب، رقم الحدیث:۱۵۳۶۔

Abū Dawood, *Al Sunan*, Book: Al Witr, Hadith:1536

[34]۔ایضاً، باب النہی عن ان یدعوا الانسان علی اھلہ ومالہ، رقم الحدیث:۱۵۳۲۔

ibid, Book: Al Nahī an Yad'ū al Insān, Hadith:5146

لہذا والدین اپنی اولاد کے حق میں اچھے کلمات منہ سے نکالیں جوان کی کامیابی اور ترقی کا باعث بنیں۔

نتیجہ بحث:

اولاد کی تربیت پر اسلام بہت زور دیتا ہے۔ قرآن و سنت اور سیرت طیبہ کے مطالعے سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اولاد کی تربیت نہایت ضروری ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو اللہ نے اپنے بندوں کی تربیت کے لئے بھیجا ہے جیسا کہ فرماتا ہے "ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ"۔ یہ آیت قرآن کی مختلف جگہوں پر آئی ہے جو تربیت کے مسئلے کی اہمیت کو واضح طور پر بیان کرتی ہے۔ تربیت اور تعلیم میں ایک اہم اصول "اصول تدریج" ہے۔ اس اصول کے مطابق بچوں کی تربیت میں بتدریج کام کرنا چاہیے۔ ایک اصول انذار و تبشیر ہے۔ یعنی بچوں کی تربیت میں حد اعتدال کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ "انا ارسلناک للناس بشیرا و نذیراً"۔ ایک اصول نرمی کا اصول ہے جس پر قرآن و حدیث نے زور دیا ہے۔